ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8No.1 2024

# اسلام و مسیحیت میں مشترکات: اخروی نجات کے عقائد کا اختصاصی مطالعہ

# COMMONALITIES BETWEEN ISLAM AND CHRISTIANITY: A SPECIAL STUDY OF ESCHATOLOGICAL BELIEFS.

***Hafiz Muhammad Ahmad, **Kaneez Fatima Yousaf, ***Asma Noreen**

*Lecturer University of Lahore Pakistan
**PhD Scholar Lahore College for Women University, Lahore
***Lecturer Islamic studies (Aspire group of colleges)

***ABSTRACT***
*This study examines the shared eschatological beliefs between Islam and Christianity, focusing on the concept of ultimate salvation. Both religions envision a final reckoning and a divine resolution to human history. Through an exploration of key theological texts and traditions, this research highlights the similarities in the eschatological narratives of Islam and Christianity, emphasizing the universal themes of judgment, redemption, and the ultimate destiny of humanity. By recognizing these commonalities, this study seeks to foster greater understanding and dialogue between adherents of these two major world religions.*

***Keywords**: Islam, Christianity, eschatology, salvation, judgment, redemption, theology, comparative religion, dialogue*

## تعارف

ہر مذہب اور دین اپنے ماننے والوں کو ایک ضابطہ حیات فراہم کرتا ہے، جس کی بنیاد کچھ نظریات پر قائم ہوتی ہے اور اس کے رسوم وعبادات اس کا تعارف اور زینت ہوتے ہیں۔ مذاہب عالم کے ہاں بہت سے تصورات اور نظریات باہمی طور پر مشترک بھی ہوسکتے ہیں بالخصوص جبکہ وہ سامی ادیان سے تعلق رکھتے ہوں، کیونکہ سامی ادیان کا سرچشمہ تو بہر صورت ایک ہے اور وہ وحی الٰہی ہے۔ اسی لیے اسلام اور عیسائیت کی بنیادی تعلیمات میں قدرے مماثلت پائی جاتی ہے جیسے اسلام کے ہاں عقیدہ شفاعت اور عیسائیت کے ہاں عقیدہ کفارہ ہے۔ جن میں باعتبار نتیجہ مماثلت معلوم ہوتی ہے مگر فی الحقیقت ان میں بہت فرق ہے۔

یہاں پر یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ عقائد و نظریات کا وہی مفہوم ومقصود معتبر اور صحیح ہوتا ہے جو ان اصل مصادر Sources اور ان کے ماننے والوں سے لیا جائے، اور ان کی وہی تعبیر درست سمجھی جاتی ہے جو ان کے ماہرین کے ہاں مستند اور معتبر ہے۔ لہٰذا اسلام کے عقیدہ شفاعت کی صحیح تعبیر وہی ہے جو قرآن وحدیث میں بیان ہوئی ہے، اور وہی اصل الاصول اور فی الحقیقت محقق اور معتمد ہے۔

## مسیحی عقیدہ:

عقیدہ کفارہ مسیحیت کے ہاں ایک اہم عقیدہ ہے۔ کفارہ کا لفظی معنیٰ ڈھانپنے یا چھپانے کے ہیں۔

[1] عیسائیت کے ہاں اصطلاحی طور پر اس کا مفہوم یہ کہ یسوع مسیح ؑ نے صلیب پر جان دے کر بنی آدم کے گناہوں کو چھپا دیا ہے اور ان کے لیے نجات کا موجب بن گئے ہیں۔ (انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، ص 651، مقالہ کفارہ)

## عیسائیوں کے تین بڑے فرقے ہیں۔

1: کیتھولک　　2: آرتھوڈکس　　3: پروٹسٹنٹ

یہ سب فرقے عیسیٰ بن مریم ؑ کی الوہیت، تثلیث اور عیسیٰ ؑ کے سولی پر دیے جانے کے قائل ہیں۔

کفارہ کے عقیدے کے پیچھے بھی دراصل ان کا یہ نظریہ ہے کہ انسان آدم ؑ کے گناہ کی وجہ سے پیدائشی گنہگار ہے۔ اور گناہوں کی سزا لازم ہے، اگر اللہ تعالیٰ توبہ واستغفار سے گناہوں کو معاف کر دے تو یہ اس کے عدل کے خلاف ہے۔ [1]

[1] قاسمی، کیرانوی، وحید الزمان، **القاموس الوحید** (لاہور: ادارہ اسلامیات، 2001ء)، ص 1413

**مسلم عقیدہ:**

اہل اسلام کے ہاں یہ عقیدہ اور نظریہ ہے کہ قیامت کے دن رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ تعالیٰ کے دربار میں امت کی شفاعت کریں گے، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ امت کے لیے معافی کا اعلان فرمائے گا، اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سفارش کے ذریعے لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔

ہمارے ہاں علماء کے تصوف و مہربانیوں سے لوگوں میں یہ تصور عام پایا جاتا ہے کہ "کیونکہ ہمارے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم شافع محشر ہیں، اللہ تعالیٰ کے بہت محبوب ہیں، اللہ رب العزت ان کی ہر بات مانتے ہیں، ان کی رضا رب کی رضا ہے، ان کی امت ہونے کے ناطے ان کی شفاعت ہم پر واجب ہے۔ ہم چاہے جیسی زندگی بسر کریں، چاہے ہمارے پلڑے میں جتنے گناہ ہوں گے، جتنی غلطیاں، زیادتیاں، گستاخیاں، والدین کی نافرمانیاں ہوں گی بلا آخر وہ ہمیں شفاعت رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے صدقے معاف کر دی جائیں گی اور اس طرح ہم جنت میں چلے جائیں گے، اگر ہم میں سے کوئی دوزخ میں چلا بھی گیا تو بہت جلد اس کی بھی شفاعت ہو جائے گی اور اسے دوزخ سے نکال کر جنت میں ڈال دیا جائے گا۔ لوگوں کے ذہن علماء کی گناہوں کی بخشش، مغفرت، شفاعت و رحمت کی باتیں سن سن کے گمراہی اور بد عملی کی طرف جا رہے ہیں کہ فلاں فلاں اعمال کرنے سے گناہ تو معاف ہو ہی جاتے ہیں تو پھر ڈر کیسا، دنیا خوب انجوائے کرو، خوب لطف اٹھاؤ، خوب عیاشی کرو۔ حالانکہ اگر غور کیا جائے تو یہود بھی تو یہی کہا کرتے تھے۔ اسی لیے انہوں نے کہا:

لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّا اَیَّامًا مَّعْدُوْدَۃً اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَاللّٰہِ عَہْدًا فَلَنْ یُّخْلِفَ اللّٰہُ عَہْدَہٗ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰہِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ {سورۃ البقرۃ: 80:02}

"اگر ہم آگ میں ڈالے بھی گئے تو آگ ہمیں نہ چھوئے گی مگر گنتی کے چند روز۔" کیا تم نے اللہ سے جنت کا کوئی عہد یا گارنٹی لے رکھی ہے کہ اللہ ہر گز اس کے خلاف نہیں کرے گا یا تم اللہ کے بارے میں یوں ہی من گھڑت بات کہتے ہو۔"

کیا عیسائیوں کے عقیدہ کفارہ سے ہمارے عقیدہ شفاعت کی مماثلت جڑتی نظر نہیں آ رہی۔ جیسے عیسائی کہتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سولی پر چڑھ کر ہمارے سب گناہوں کا کفارہ ادا کر گئے اب ہمیں بخشش کیلئے قیامت تک کوئی نیک عمل کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ اور ہمارا عقیدہ شفاعت بھی یہی ہے کہ ہم کوئی نیک عمل کریں نہ کریں ہماری رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے صدقے شفاعت ہو جائے گی اور ہم جنت چلے جائیں گے کیونکہ ہم ان کے کلمہ گو ہیں۔ اگر ہم میں سے کوئی جہنم چلا بھی گیا تو وہ گنتی کے چند روز ہی رہے گا پھر بلا آخر اس کی بھی شفاعت ہو جائے گی۔

**اسلام میں جزا و سزا کا ضابطہ:**

اللہ تبارک و تعالیٰ نے تو پوری کائنات کو واشگاف الفاظ میں یہ نوٹس دے دیا ہے کہ:

فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ، وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ (الزلزال:99:08)

"جس نے ذرا برابر بھی نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرا برابر بھی برائی کی ہوگی وہ بھی اسے دیکھ لے گا۔"

بَلٰی مَنْ کَسَبَ سَیِّئَۃً وَّاَحَاطَتْ بِہٖ خَطِیْٓئَتُہٗ، فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ {سورۃ البقرۃ:80:02}

"ہاں کیوں نہیں، جس نے کوئی خطا (برائی، زیادتی یا گناہ) کیے ہوں گے وہ ضرور اس کو گھیر لیں گے اور وہ دوزخ والوں میں سے ہو گا اور اس میں ہمیشہ رہے گا۔"

جہاں تک شفاعت کا تعلق ہے۔ شفاعت کرنے والا، شفاعت کر دے گا لیکن اگر شفاعت کرنے والے کی بات اور اس کے اعمال (جس کیلئے شفاعت کی گئی) رحمن کو پسند آئے تو معاف فرمائے گا ورنہ کبھی معاف نہیں فرمائے گا۔ قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے پوری انسانیت کو کھلے لفظوں میں یہ نوٹس دے دیا ہے۔

یَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَۃُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَہُ الرَّحْمٰنُ وَ رَضِیَ لَہٗ، قَوْلًاo یَعْلَمُ مَابَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِہٖ عِلْمًاo وَعَنَتِ الْوُجُوْہُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًاo وَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا یَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا ھَضْمًا (طٰہٰ:110،109)

"اس دن کسی کی شفاعت کام نہ دے گی مگر اس کی جسے رحمن نے اجازت بخشی اور پھر اس کی بات کو بھی پسند فرمایا۔ وہ جانتا ہے جو کچھ اس کے آگے ہے اور جو کچھ اس کے پیچھے، اور اس کا علم اسے نہیں گھیر سکتا (یعنی شفاعت کرنے والے کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتا، یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ سفارش کرنے والا صرف اسی کی سفارش کرتا ہے جس کے بارے میں وہ تھوڑا بہت جانتا ہو اور وہ انہی الفاظ میں اس

---

[1] شبیۃ الحمد، عبدالقادر، اقوام عالم کے ادیان و مذاہب، ص7

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

کی سفارش کرے گا جو اسے معلوم تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مجھے اس (بندے) کے بارے میں سفارش کرنے والے کی نسبت زیادہ علم ہے) اور سب منہ جھک جائیں گے اس زندہ قائم رہنے والے کے حضور، اور بے شک وہ نامراد رہا جس نے ظلم کیا (گناہوں کا بوجھ اٹھایا) اور جس نے نیک عمل کیے ہوں گے اور وہ ہو بھی سچا مسلمان، تو اسے نہ کسی قسم کی زیادتی کا خوف ہو گا اور نہ نقصان کا۔"

اس آیات مبارکہ سے ثابت ہوا کہ آخرت کی بے خوفی و اطمینان صرف اسی کیلئے ہے جو عمل بھی نیک کرے اور ہو بھی سچا مومن مسلمان، اور سچا مومن مسلمان وہ ہے جو اپنے نفس اور اس کی حیوانیت پر اس طرح قابو پالے کہ پھر زندگی کے کسی گوشے میں بھی اس کی حیوانی خواہشات اور نفسانی جذبات اس کے نفس پر غالب نہ آسکیں بلکہ اس کا نفس اس کی ان خواہشات و جذبات کو اس قدر زیر کرلے کہ کوئی بڑے سے بڑا خوف، لالچ، حرص، نفع و نقصان بھی اسے اطاعت الٰہی اور حدود اللہ کی پابندی و احترام سے نہ ہٹا سکے اور وہ دنیا کی سب چیزوں سے بے نیاز ہو کر اپنی جان و مال سب اللہ کی بندگی اور اس کے دین کی سربلندی کیلئے وقف کر دے۔

ایک اور آیت مبارکہ میں اللہ کریم کا یہی پیغام ملتا ہے۔

**يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ قَالَ صَوَابًاo ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰ بًاo38:تا39)**

"اس روز جبرائیل اور فرشتے قطاریں باندھے دم بخود کھڑے ہوں گے۔ کسی کی مجال نہیں ہو گی کہ رحمن کی اجازت کے بغیر لب تک ہلا سکے مگر جس کو رحمن اجازت دے۔ (اگر کسی کو اجازت مل بھی گئی تو وہ بالکل مناسب، درست اور واجب بات ہی عرض کر سکے گا۔ اب خوب کان کھول کر سن لو) یہی وہ سچا دن ہے جو آکر رہے گا۔ اب جس کا جی چاہے اپنے رب کے ہاں اچھا ٹھکانہ بنانے کی فکر کرلے (ہم نے حجت پوری کر دی ہے) اور تمہیں اس عذاب سے آگاہ کر دیا ہے جو انتہائی قریب آن پہنچا ہے۔ اس دن ہر شخص دیکھ لے گا جو کچھ اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجا۔

اے لوگو! خدا کیلئے اپنا منہ سیدھا کرو اللہ رب العزت اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی اطاعت کاملہ کی طرف۔ کیا قصداً، ارادتاً یا اس نیت سے کیے گناہ معاف ہو جائیں گے کہ حضور شافع ہیں ان کی شفاعت کی صدقے بخش دیئے جائیں گے، اور ان پر کوئی سزا و جزا نہیں ہو گی؟ کیا دین کوئی مذاق، کھیل اور تماشا ہے کہ گناہ کو گناہ سمجھتے ہوئے بھی کر لیا اور پھر توبہ کرلی، پھر کر لیا پھر توبہ کرلی، پھر کر لیا پھر توبہ کرلی۔ کیا ایسی توبہ قبولیت کا درجہ رکھتی ہے۔ اللہ کے نزدیک توبہ صرف وہی قابل قبول ہے جو ایک بار غلطی سے، کم ظرفی سے غیر ارادتاً سرزد ہو جائے اور پھر وہ توبہ پوری زندگی کے لیے عبرت بن جائے اور گناہوں، بدکاریوں اور فحواشات کے قریب تک نہ جانے دے۔ ایسی توبہ اللہ کو پسند اور محبوب ہے جسے اللہ کریم نے توبۃ النصوح فرمایا ہے۔

**عقیدہ شفاعت کی اطلاقیت:**

جہاں تک حضور ﷺ کی شفاعت کا تعلق ہے، میں معاذ اللہ شفاعت کا منکر نہیں ہوں، آقا کریم ﷺ کی شفاعت برحق ہے، بلکہ شفاعت آپ ﷺ کا مقامِ محمود ہے۔ اور آپ ﷺ اپنے مقامِ محمود کے صدقہ میں ہر اس شخص کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل فرمائیں گے جس نے زندگی میں صرف ایک مرتبہ کلمہ طیب پڑھا ہو، اللہ رب العزت کی واحدنیت اور حضور ﷺ کی رسالت کا دل سے اقرار کیا ہو، مگر اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری شرط ہے کہ اس نے آپ ﷺ کے متعین کردہ ضابطہ حیات (نظامِ زندگی)، سیرت و اخلاق سے کبھی کسی نقطہ کا بھی اعتراض نہ کیا ہو اور نہ غفلت برتی ہو۔ جنہوں نے آپ ﷺ کے متعین کردہ نظامِ حیات (قرآن و سنت) کے کسی ایک نقطہ سے بھی اختلاف کیا ہو گا یا اس پر پوری طرح عمل نہ کیا ہو گا، آپ ﷺ کی عملی زندگی اور سیرت کو اپنا رول ماڈل نہ بنایا ہو گا ان پر آپ ﷺ کی شفاعت واجب نہیں اور نہ ہی آپ ﷺ ان کی شفاعت فرمائیں گے۔ قابل قبول شفاعت صرف اس بندے کی ہو گی جس نے آپ ﷺ کی سیرت کو اپنا رول ماڈل بنایا اور اپنے تئیں پوری طرح اس کی کوشش اور پابندی کی، اگر کبھی اتفاقاً، غیر ارادتاً، بغیر سوچے سمجھے کوئی غلطی سرزد ہو گی تو اس پر آقا کریم ﷺ شفاعت فرما دیں گے۔

اور یہ بات بھی ہے کہ شفاعت سے صرف حقوق اللہ معاف ہوں گے حقوق العباد نہیں جو دین کا نوے فیصد ہیں۔ حقوق اللہ تو صرف دس فیصد ہیں دین میں، اگر ہمارا اعمال و اخلاقیات سے ہٹ کر محض بخشش اور شفاعت پے ہی بھروسہ ہے تو پھر باقی نوے فیصد کی معافی کہاں سے ہو گی! حقوق العباد معاف کرنے کا اختیار تو خود خداوند کریم نے بھی اپنے پاس نہیں رکھا، اس نے واشگاف الفاظ میں نوٹس دے دیا ہے کہ میں حقوق العباد اس وقت تک معاف نہیں کروں گا جب تک متعلقہ بندہ معاف اور اس کے لئے دعائے مغفرت نہیں کر دیتا۔ لیکن کیا ایسے بندے کی شفاعت ہو جائے گی جو دین کی حدود کو اعلانیہ توڑے اور شفاعت کی امید پر گناہ کو گناہ سمجھتے ہوئے بھی کرنے سے گریز نہ کرے اور حقوق العباد کی پرکھیاں بکھیرتا پھرے؟ کلام کرے تو گالی دے، بات کرے تو جھوٹ کا سہارا لے، مذاق میں تکذیب و تمسخر کرے اور دوسرے کی

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

عزتِ نفس مجروح کرے۔ صاحب حق لوگوں کے حق (زکوۃ و عشر) دبا کر کھا جائے، بلکہ اللہ کریم فرماتے ہیں کہ خود رسول اللہ ﷺ ہاتھوں میں قرآن لیے ایسے لوگوں پر گواہی دیں گے، فرمائیں گے کہ اے رب قدوس! یہ میری امت کے وہ لوگ ہیں جنہوں نے تیری اس کتاب اور میری سیرت کو پس پشت پھینک رکھا تھا یا اس کے کسی نقطہ سے اختلاف کیا تھا یا اس پر پوری طرح عمل نہیں کیا تھا۔

**مناظر الساعہ:**

**وَ يَوۡمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيۡهِ يَقُوۡلُ يٰلَيۡتَنِى اتَّخَذۡتُ مَعَ الرَّسُوۡلِ سَبِيۡلًا o يٰوَيۡلَتٰى لَيۡتَنِىۡ لَمۡ اَتَّخِذۡ فُلَانًا خَلِيۡلًا o لَقَدۡ اَضَلَّنِىۡ عَنِ الذِّكۡرِ بَعۡدَ اِذۡ جَآءَنِىۡ وَكَانَ الشَّيۡطٰنُ لِلۡاِنۡسَانِ خَذُوۡلًا o وَ قَالَ الرَّسُوۡلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوۡمِى اتَّخَذُوۡا هٰذَا الۡقُرۡاٰنَ مَهۡجُوۡرًا o (27 تا 30)**

"اور جس دن ہر ظالم گنہگار اپنے ہاتھ چبا چبا کھائے گا اور حسرت و ندامت سے کہے گا، اے کاش! میں رسول اللہ ﷺ (جس کی رسالت کا زبانی اقرار بھی کرتا تھا) کی بتائی ہوئی راہ (ضابطہ حیات) پر سیدھا چلا ہوتا۔ اے کاش! میں نے فلاں فاسق و فاجر کی دوستی اور رفاقت اختیار نہ کی ہوتی، اس کم بخت نے تو راہ راست میرے سامنے آنے کے بعد مجھے پھر گمراہی میں ڈال دیا (مجھے میرے پاس آئی ہوئی نصیحت سے بہکا دیا) اور بے شک شیطان تو ہے ہی انسان کو عین وقت پر دغا دینے والا۔ اور اس وقت رسول اللہ ﷺ (ایسے لوگوں کی شفاعت کرنے کی بجائے قرآن مجید کو ہاتھوں میں اٹھائے ان پر گواہی دیں گے) عرض کریں گے " اے میرے رب! یہ میری امت کے وہ لوگ ہیں جنہوں نے تیرے اس قرآن کو پس پشت ڈال رکھا تھا۔" اور اس طرح ہر نبی اپنی امت کے مجرم لوگوں کا دشمن بن جائے گا۔

جب قرآن کہہ رہا ہے کہ اللہ اور اس کے نبی و رسول مجرم و گناہگار لوگوں کے دشمن بن جائیں گے اور ہمارے مولوی کہتے ہیں کہ نہیں جی وہ تو شفاعت فرمائیں گے وہ تو معاف کروالیں گے۔ یہ لوگوں کو نرم گوشہ اور گناہوں پر دلاسہ دیتے ہیں اور تھپکیاں دے دے سلاتے ہیں نتیجتاً لوگ گناہوں کو معمولی لیتے ہیں اور بد عملی کی طرف راغب ہوتے ہیں۔ کیا علماء کو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا وہ واقعہ یاد نہیں۔ جب حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ نے اپنی نعلین پاک دے کر فرمایا کہ یہ میرا جوتا لے جاؤ اور راستے میں تمہیں جو ملے اور وہ کلمہ حق کہہ دے **" لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ"** اسے محمد مصطفی ﷺ کی یہ نشانی دیکھا کر کہہ دینا کہ اللہ نے تجھے جنت کا مالک بنا دیا۔ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ گلیوں میں حضور ﷺ کی نشانی لیے یہ اعلان فرما رہے تھے کہ **"من قال لا الہ الا اللہ فا دخل الجنة"** تو راستے میں حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ وہ آواز سن کر تیزی سے ان کی طرف لپکے اور ان کے سینے پر زور دار تھپڑ رسید کیا، سیدنا ابو ہریرہ پیچھے گر گئے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے غصے سے پوچھا تمہیں کس نے کہا یہ اعلان کرنے کو؟ فرمایا حضور ﷺ نے یہ اپنی نشانی دے کر بھیجا ہے کہ اعلان کر دو **"من قال لا الہ الا اللہ فا دخل الجنة"** حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا چلو حضور ﷺ کے پاس میں بھی آتا ہوں۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور ہاتھ باندھ کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ کی عنائت، آپ کی شفقت اپنی جگہ پر، مگر لوگ عمل کر رہے ہیں انہیں عمل میں لگا رہنے دیجئے اس طرح کے اعلانات سے لوگ خود کو جنتی یا بخش دیئے جانے والے سمجھ کر اعمال سے غافل ہو جائیں گے۔

ہمارے معاشرے کے ساتھ بھی آج یہی کچھ ہوا ہے کہ لوگوں کو طرح طرح کے بخشش، درگزر، معافی کے اعمال و وظائف بتا دیئے گئے اور وہ بخشش و شفاعت کی امید پر گناہوں سے بے نیاز ہو کر طرح طرح کی گمراہیوں اور بداعمالیوں میں مبتلا ہوتے چلے گئے۔

**قیامت کی حساسیت اور رسول ﷺ کا کردار:**

حضور ﷺ نے تو اپنی پیاری بیٹی حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے بھی فرما دیا تھا کہ بیٹی قیامت کا خیال رکھنا میں تمہاری شفاعت نہیں کر سکوں گا۔ حضور ﷺ کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے یہ فرمانے کا مقصد یہ تھا کہ آنے والی نسلوں کیلئے یہ بات تربیت پا جائے کہ تم نے اپنی زندگیاں عملی انداز میں بسر کرنی ہیں، بداعمالی، بے راہ روی اور بد اخلاقی کا شکار نہیں ہونا۔

آخرت کی بے خوفی اور: اطمینان صرف اس شخص کو ہے جو غفلت میں نہ پڑا، دین سے انحراف نہ کیا، رسول اللہ ﷺ کے ہر حکم و ادا کو اپنایا اور اپنے تعین دین پر قائم رہنے کی پوری کوشش کی اور آخرت کی کامیابی کیلئے اپنے رب کے حضور ایک مطمئن نفس لے کر حاضر ہوا کہ اسے اپنے رب کے حضور رسوا نہیں ہونا پڑے گا۔ اور اسی مطمئن نفس کی قابل قبول شفاعت بھی ہو گی اور یہی وہ مطمئن نفس ہے جسے اللہ کریم خود صدا فرما رہا ہے۔

**يٰۤاَيَّتُهَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّةُ o ارۡجِعِىۡۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرۡضِيَّةً o فَادۡخُلِىۡ فِىۡ عِبٰدِىۡ o وَادۡخُلِىۡ جَنَّتِىۡ o} (سورة الفجر:27 تا30)**

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

اے اطمینان والی جان! اپنے رب کی طرف آ، تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی ہے۔ اب تو میرے خاص بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں چلا جا۔

مگر کم ظرف علماء نے لوگوں کو دین پر سختی سے قائم رہ کر رب کے حضور مطمئن نفس لے کر جانے کا درس نہیں دیا۔ مغفرت، بخشش، شفاعت اور شفاعت عامہ "من قال لا الہ فادخل جنہ" کا رٹا لگا رکھا۔ شفاعت، آپ ﷺ کے مقام محمود، روزِ محشر کے آپ ﷺ کے امت کی مغفرت کیلئے پے در پے سجدوں، اور اللہ کریم کا یہ فرمانا" ارفع راسک، سل تعط، واشفاء تشفع" کا ورد کر رکھا مگر قوم کو اس کا متعین وقت نہیں بتایا کہ یہ ہونا کب ہے؟ اس کے وقوع پذیر ہونے، مُنصہ شہود پہ آنے کا وقت کیا ہے؟ جب شفاعت کا یہ عمل شروع ہو گا اس وقت جہنم کی سزا پانے والے مجرم و گناہگار لوگ پتہ نہیں کتنے ہزار سال جہنم میں جل کر اپنے کیے کی پوری پوری سزا پا چکے ہوں گے۔ پھر اس وقت کونسا منہ لے کر جانا اس محبوب ﷺ کی بارگاہ میں، ان کے لیے بھی باعث شرم اور خود کے لیے بھی۔

**عقیدہ شفاعت اور افراط و تفریط:**

شفاعت ہو گی مگر میزان عدل پر نہیں۔ جب حشر بپا ہو گا میزان عدل لگے گا، اعمال تولے جائیں گے، ہر نفس کو اس کے کیے کی سزا و جزا ملے گی۔ سزا پانے والے جہنم جائیں گے اور جزا پانے والے جنت۔ اگر شفاعت روز محشر میزان عدل پر ہوتی تو دوزخ کی سزا پانے والے دوزخ نہ جاتے انہیں وہیں سے جنت روانہ کر دیا جاتا۔ مگر ایسا نہیں ہے۔ یہ تو اس پے در پے سجدوں والی حدیث سے بھی ظاہر ہے جو ہر آن مجرم و گنہگار لوگوں کو خوش کرنے کیلئے علماء کے لبوں پر ہے۔ اگر عقل و فہم کے قفل کھول کر اس حدیث کو پڑھا جائے تو یہ حدیث مبارکہ بھی واضح کر رہی ہے کہ مجرم و گنہگار لوگ ضرور جہنم میں جائیں گے۔ ذرا غور کریں کہ پے در پے سجدوں سے لوگوں کو نکالا کہاں سے جا رہا ہے؟ "دوزخ سے" ۔ اب وہ دوزخ گئے کیسے؟" میزان عدل سے اپنے کیے کی سزا پا کر" ۔ یعنی یہ حدیث بھی واضح درس دے رہی ہے کہ مجرم و گنہگار لوگوں کو سزا ضرور ملے گی، وہ ضرور دوزخ کا منہ دیکھیں گے۔ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيمَ گنہگار ضرور دوزخ کو دیکھ کر رہیں گے، ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِينِ پس پھر وہ اس میں پڑ کر اسے یقین کی آنکھ سے دیکھ لیں گے اور اپنے کیے کی پوری پوری سزا پائیں گے۔

پھر صدیوں بعد حضور ﷺ کو ہی ترس آئے گا کہ چلو مجرم سہی پر تھے تو میرے نام لیوا، میرے امتی اور آپ ﷺ سجدے میں سر رکھ کر اللہ کریم سے التجا کریں گے۔ اس طرح ایک سے دوسرے سجدے کے درمیان بھی ہزاروں سال کا عرصہ ہے۔ اس حدیث میں بھی کئی سبق اور کئی درس ہیں عبرت کے اور سزا و جزاء کے حتمی ہونے کے۔ اگر علماء قوم کو ڈرانے پر آئیں تو یہ حدیث بیان کرتے ہوئے بھی قوم کو ڈرایا جا سکتا ہے کہ اپنا قبلہ درست کر و تم کسی طرح سزا سے بچ نہیں سکتے وہ تمہیں ضرور ملے گی
۔

**مسیحی عقیدہ کفارہ: مذہبی متن کے تناظر میں**

عقیدہ کفارہ کا تعارف ہم شروع میں پیش کر چکے ہیں، اب اس کی حقیقت کی طرف چلتے ہیں، اور بائبل کی تعلیمات کو دیکھتے ہیں، کہا "جو جان گناہ کرتی ہے وہی مرے گی۔ بیٹا باپ کی بدکاری کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا اور نہ باپ بیٹے کی بدکاری کا بوجھ اُٹھائے گا۔ صادق کی صداقت اسی پر ہو گی اور شریر کی شرارت اُسی پر پڑے گی۔" (کتاب مقدس، حزقیل باب ۱۸ آیت ۲۰)

دیکھ ساری جانیں میری ہیں۔ دیکھ جیسے باپ کی جان اسی طرح بیٹے کی جان۔ دونوں میری ہیں۔ جو جان جو گناہ کرتی ہے سو وہ ہی مرے گی۔ (کتاب مقدس، حزقیل ۱۸ باب ۴)

اسی طرح لکھا ہے کہ:

اولاد کے بدلے باپ دادے مارے نہ جائیں گے نہ باپ دادوں کے بدلے اولاد قتل کی جائے۔ ہر ایک اپنے ہی گناہ کے سبب مارا جائے گا۔ (کتاب مقدس، استثناء باب ۲۴ آیت ۱۶) موسیٰ کی شریعت کی کتاب میں لکھا ہے کہ اس میں خداوند نے فرمایا ہے کہ بیٹوں کے بدلے باپ دادے قتل نہ ہوں گے بلکہ ہر ایک آدمی اپنے گناہ کے لئے مارا جاوے۔ (کتاب مقدس، تواریخ ۴ آیت ۲۵) ان دنوں میں پھر یہ نہ کہا جائے گا کہ باپ دادوں نے کچے انگور کھائے اور لڑکوں کے دانت کھٹے ہو گئے کیونکہ ہر ایک اپنی بدکاری کے سبب مرے گا۔ ہر ایک جو کچے انگور کھاتا اس کے دانت کھٹے ہوں گے۔ (کتاب مقدس، یرمیاہ ۳۱ آیت ۲۹ تا ۳۰)

مولانا ثناء اللہ امرتسری حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

اگر تو کفارے کے ساتھ پچھلے گناہ معاف ہوتے ہیں تو اس کے لیے سولی پر کسی بے گناہ کو چڑھانے کی ضرورت ہی نہیں کہ یہ تو توبہ سے بھی معاف ہو جاتے ہیں اور اگر اس کے ساتھ حال اور مستقبل کے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں تو یہ بائبل کی تعلیمات کے خلاف ہے۔

(امر تسری، مولانا ثناء اللہ، اسلام اور مسیحیت، ص132)

**کفارہ کے بجائے نیک کام:**

لوگ یوحنا سے بپتسمہ لینے کے لئے آئے یوحنا نے ان سے کہا تم زہریلے سانپوں کی طرح ہو۔ مستقبل میں آنے والے خدا کے عذاب سے بچنے کیلئے تم کو کس نے ہوشیار کیا؟ جو آئندہ آنے والا ہے۔ تمہارا دل اگر خدا کی طرف جھکا ہے تو اس کے ثبوت میں تم اپنے کام اور نیک عمل سے ظاہر کرو۔ ابراہام ہمارا باپ ہے کہہ کر فخر و غرور کی باتیں مت کرو۔ (کتاب مقدس، لوقا باب ۳ آیت ۷ تا ۸)

**صلیب کے بعد مسیح کی حواریوں کو نصیحت:**

تم لوگوں کے پاس جاو اور ان سے کہو کہ اپنے گناہوں پر توبہ کر کے جو کوئی خدا کی طرف توجہ کرلیتا ہے تو اس کے گناہ معاف ہوں گے۔ تم اس تبلیغ کو یروشلم میں میرے نام سے شروع کرو اور یہ خوشخبری دنیا کے لوگوں میں پھیلاو۔ (کتاب مقدس، لوقا ۲۴ آیت ۴۸) ایک موقع پر مسیح کہتے ہیں " تحریر کہتی ہے مجھے جانوں کی قربانی نہیں چاہیے بلکہ مجھے رحم و کریم ہی چاہیے۔ اس لئے اس کے حقیقی معنی تم نہیں جانتے۔ (کتاب مقدس، متی ۱۲ آیت ۷) قرآن بھی فرماتا ہے کہ: ہر ایک نفس جو کچھ کماتا ہے اس کا وبال اس پر پڑتا ہے اور کوئی بوجھ اُٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا۔ (الانعام آیت ۱۶۵) عام معاشرتی ماحول میں بائبل بھی اسی قانون کی ترجمانی کرتی ہے کہ ہر ایک بشر اپنے اچھے اعمال کی جزا پائے گا یا برے اعمال کی سزا پائے گا۔ (خالد محمود، اسلام، عیسائیت اور سیدنا عیسیٰ ؑ، ص 171)

لہٰذا دوسروں کے گناہوں کے بدلے حضرت عیسیٰ ؑ کا مصلوب ہونا محل نظر ہے۔

**آدم ؑ اور حوا کا واقعہ:**

اور سانپ میدان کے سب جانوروں سے جنہیں خداوند خدا نے بنایا تھا ہوشیار تھا۔ اور اس نے عورت سے کہا کیا یہ سچ ہے کہ خدا نے کہا کہ باغ کے ہر درخت سے نہ کھانا۔ عورت نے سانپ سے کہا کہ باغ کے درختوں کا پھل ہم تو کھاتے ہیں مگر اُس درخت کے پھل کو جو باغ کے بیچوں بیچ ہے خدا نے کہا کہ تم اسے نہ کھانا اور نہ اسے چھونا ایسا نہ ہو کہ مرجاو۔ تب سانپ نے عورت سے کہا کہ تم ہرگز مرو نہ مروگے۔ بلکہ خدا جانتا ہے جس دن اس سے کھاوگے تمہاری آنکھیں کھل جائیں گی۔ اور تم خدا کی مانند نیک و بد کے جاننے والے ہوو گے اور عورت نے جوں دیکھا کہ وہ درخت کھانے میں اچھا اور دیکھنے میں خوشنما اور عقل بخشنے میں خوب ہے تو اس نے پھل میں سے لیا اور کھایا اور اپنے خصم کو بھی دیا اور اس نے کھایا۔ تب دونوں کی آنکھیں کھل گئیں اور انہیں معلوم ہوا کہ ہم ننگے ہیں۔ اور انہوں نے انجیر کے پتوں کو سی کے اپنے لئے لنگیاں بنائیں۔

(کتاب مقدس، پیدائش باب ۳ آیت ۱ تا ۷)

**آدم، حوا اور سانپ کی سزا کیا تجویز کی گئی:**

اور خداوند نے سانپ سے کہا اس واسطے کہ تو نے یہ کیا ہے تو سب مواشیوں اور میدان کے سب جانوروں سے ملعون ہوا۔ تُو اپنے پیٹ کے بل چلے گا اور عمر بھر خاک کھائے گا۔ اور میں تیرے اور عورت کے اور تیری نسل اور عورت کی نسل کے درمیان دشمنی ڈالوں گا۔ وہ تیرے سر کو کچلے گی اور تو اُس کی ایڑھی کو کاٹے گا۔

اس نے عورت سے کہا کہ میں تیرے حمل میں تیرے درد کو بڑھاوں گا اور درد سے تُو لڑکے جنے گی اور اپنے خصم کی طرف تیرا اشوق ہو گا اور وہ تجھ پر حکومت کرتے گا۔

اور آدم سے کہا اس واسطے کو تو نے اپنی جورو کی بات سُنی اور اس درخت سے کھایا جس کی بابت میں نے تجھے حکم کیا کہ اس سے مت کھانا، زمین تیرے سبب لعنتی ہوئی اور تکلیف کے ساتھ تُو اپنی عمر بھر اُس سے کھائے گا اور وہ تیرے لئے کانٹے اگائے گی اور تو کھیت کی نبات کھائے گا۔ اور تو اپنے منہ کے پسینے کی روٹی کھائے گا جب تک کہ زمین میں پھر نہ جائے کہ تُو اس سے نکالا گیا ہے کہ تُو خاک ہے اور پھر خاک میں جائے گا۔ (کتاب مقدس، پیدائش باب ۳ آیت ۱۴ تا ۱۹)

**قصوروار عورت تھی:**

پولوس کہتا ہے " اور آدم نے فریب نہیں کھایا بلکہ عورت فریب کھا کر گناہ میں پڑ گئی۔ (کتاب مقدس، تمطاروس ۲ :۱۴)

**کیا کفارہ قبول ہوا؟**

مسیحی کہتے ہیں حضرت مسیح ؑ اُس گناہ سے نجات دلانے آئے تھا جو آدم سے سرزد ہوا تھا اب جبکہ بقول مسیحیت مسیح ان گناہوں کا کفارہ کر گئے تو لازمی بات ہے کہ اس گناہ کی سزا بھی ختم ہو جانی چاہیے، مسیحی کہتے ہیں سزا اسکی ختم ہو گی جو ایمان لائے۔ مسیحی تو سب ایمان لائے ہیں تو اگر مسیح کی صلیبی موت نے اُن کو گناہ سے نجات دے دی ہے تو پھر ایک عورت ایسی دکھا دیں جس کو کفارے نے فائدہ پہنچایا ہو اور گناہ کی سزا کا کفارہ ہو جانے کے بعد اور ایمان لانے کے بعد اُس کی سزا دور ہو گئی ہو اور وہ درد کے بغیر بچے پیدا کرتی ہو اور بنا درد کے اُس نے بچے جننے شروع کر دیے ہوں اور وہ کون سی عورت ہے جو اپنے خاوند کی طرف شوق نہ رکھتی ہو۔ اور وہ کون سا مسیحی مرد ہے جو تکلیف کے ساتھ نہ کھاتا ہو اور زمین کی نبات نہ کھاتا ہو۔ کوئی ایک بھی مسیحی ایسا نہیں جس نے مسیح کے صلیب پر مر جانے کے بعد کفارہ کی صورت میں سزا کی معافی کے بدلے زمین کی نبات کھانی چھوڑ دی ہو اور وہ منہ پسینے کی کمائی نہ کھاتا ہو۔ آج بھی سانپ پیٹ کے بل چلتا ہے اور خاک کھاتا ہے اور آج بھی عورت کی نسل کے ساتھ سانپ کی دشمنی قائم ہے، سانپ کاٹتا ہے اور لوگ مر جاتے ہیں۔ اب دیکھیں اگر مسیح کے صلیب پر مرنے سے گناہ کا کفارہ ہو گیا تو پھر سزا کیوں معاف نہیں ہوئی؟ اسکا مطلب یہ ہے کہ مسیح کا صلیب پر مرنا اور پھر اُس کے خون کا بہنا کسی بھی انسان کے کام نہیں آیا۔ اور نہ کفارہ ہوا اور نہ ہی کفارہ قبول ہوا۔ جبکہ عیسائیت میں ابتداء سے ہی عمل کے مقابلے میں ایمان کو اور قانون کے مقابلے میں اخلاقی کردار کو زیادہ اہمیت حاصل تھی۔ (صدیقی، محمد مظہر الدین، اسلام اور مذاہب عالم، ص129)

**عقیدہ شفاعت کی حقیقت:**

شفاعت کے معنی سفارش کرنے کے ہیں۔ شریعت اسلامی کی اصطلاح میں شفاعت کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ رب العزت اپنے بعض گنہ گار بندوں کی بخشش یا ان کے درجات کی بلندی اپنے بعض محبوب، برگزیدہ اور صالح بندوں کی سفارش پر فرمائے گا۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی بادشاہ اپنے وزیر یا بعض اعلیٰ درباریوں کی پیروی پر کچھ مجرموں کو معاف کر دیتا ہے، یا بعض ادنیٰ درجے کے درباریوں کے درجات بلند کر دیتا ہے۔ یہ مثال شفاعت اسلامی کی تفہیم کے معمولی شعور کے لیے ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ آخرت میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات و حوادث کا کلی طور پر دنیاوی امور پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ انیسویں صدی کے بعض اہل علم سے یہی چوک ہو گئی کہ انھوں نے اللہ کی بار گاہ میں ہونے والی محبوبین و صالحین کی شفاعت کو دنیا میں بادشاہ کے حضور ہونے والی وزیروں اور درباریوں کی سفارش پر قیاس کیا، پھر کتاب و سنت سے ہٹ کر ایسی دوراز کار عقلی بحثیں شروع ہو گئیں کہ معاملہ لفظی نزاع، بحث و مناظرہ، کتب و رسائل سے گزرتے ہوئے تفسیق و تضلیل اور تکفیر تک پہنچا اور پھر معاملہ یہاں بھی نہیں رکا بلکہ امت مسلمہ ہندیہ میں ایک دائمی شگاف پڑ گیا جو اب تک بھرنے کا نام نہیں لے رہا ہے، تفریق و تخریب، مسلکی معرکہ آرائی، افتراق و انتشار، جنگ و جدل اور قتل و غارت کا بازار گرم ہے اور آگ بجھنے کی بجائے بڑھتی چلی جارہی ہے، جب کہ یاروں نے اگر اس قیل و قال سے ہٹ کر سادگی کے ساتھ کتاب و سنت کا مطالعہ کیا ہوتا تو شاید امت اس زخم سے محفوظ رہتی جس کی کسک آئے دن بڑھتی چلی جارہی ہے۔

دنیاوی بادشاہوں کے برخلاف اللہ رب العزت تمام امور سے بذات خود واقف و آگاہ ہے۔ وہ ایسا حاکم اور مقتدر ہے کہ اس پر کسی کا زور نہیں چل سکتا بلکہ اس کے خلاف زور کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اس کے ساتھ ہی کسے جنت میں جانا ہے اور کسے جہنم میں جانا ہے، یہ تمام امور اس کے یہاں معلوم اور فیصل شدہ ہیں۔ اسی طرح یہ بھی مسلم اور کثیر آیات و روایات سے ثابت اور معلوم ہے کہ اللہ کی بارگاہ میں بندوں کے اعمال کے اعتبار سے مختلف درجات ہیں، مشرکین اور کفار اللہ کے بدترین بندے ہیں۔ فاسق و فاجر اہل ایمان کا رتبہ ان سے بہت بلند ہے۔ اسی طرح اللہ کے عام صالح بندوں کا مرتبہ فاسق بندوں سے فزوں تر ہے لیکن عام صالحین، خاص اولیا و صدیقین اور شہدا کے درجوں تک نہیں پہنچ سکتے۔ اسی طرح یہ حقیقت بھی مسلم اور بلا اختلاف ہے کہ انبیا کا رتبہ دیگر سارے انسانوں سے بلند ہے۔ پھر قرآن کے مطابق انبیا میں بھی بعض کو بعض پر فضیلت ہے پھر باعث تخلیق آدم و عالم جناب محمد رسول اللہ ﷺ سب سے افضل و اعلیٰ اور خاتم النبیین رحمۃ للعٰلمین اور شفیع اول روز جزا ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحمن و رحیم بھی ہے اور قہار و جبار بھی۔ اس کے بندے رتبے میں جتنے اعلیٰ ہیں اللہ کی رحمت بھی اسی قدر ان پر زیادہ برستی ہے اور جو بندے اللہ کی نافرمانی، ناشکری، سرکشی، عداوت اور کفر و شرک میں جیسے جیسے بڑھتے جاتے ہیں اللہ کا قہر و غضب بھی ان پر بڑھتا چلا جاتا ہے۔

ان تمام صداقتوں کے ساتھ قیامت برحق ہے جہاں بندوں کا حساب ہو گا اور بندے اپنے اعمال کے مطابق اپنے ٹھکانوں تک پہنچیں گے، قیامت کا دن بڑا سخت اور زہرہ گداز ہو گا، لوگ نفسی نفسی کے عالم میں ہوں گے، عوام ہی نہیں خواص بھی حیران و پریشان ہوں گے۔

**میدان محشر اور شفاعت:**

"اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام انسانوں کو جمع فرمائے گا، لوگ کہیں گے کاش ہم اپنے رب کے حضور کسی کو اپنا شفیع بنا لیتے جو ہمیں اس حالت سے نجات دلاتا۔ اس کے لیے سارے لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے کہ آپ کی وہ ذات ہے جسے اللہ تعالے نے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا، آپ کے اندر

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

اپنی روح پھونکی اور اس کے حکم پر فرشتوں نے آپ کو سجدہ کیا۔ اب ہمارے رب کے حضور آپ ہماری سفارش کر دیں۔ حضرت آدم اپنی لغزش کا ذکر کریں گے اور کہیں گے میں تمہارے کام نہیں آسکتا، حضرت نوح کے پاس جاؤ وہ اللہ کے پہلے رسول مبعوث ہیں۔ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے، وہ اپنی لغزش یاد کریں گے اور کہیں گے میں اس کام کے لیے نہیں ہوں، جاؤ ابراہیم کے پاس جنہیں اللہ نے اپنا خلیل بنایا ہے، لوگ ان کے پاس جائیں گے، تو وہ اپنی لغزش کو یاد کریں گے اور کہیں گے میں اس کام کے لیے نہیں ہوں، حضرت موسیٰ کے پاس جاؤ جنہیں اللہ نے شرف ہم کلامی بخشا ہے۔ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں پہنچیں گے، وہ بھی اپنی لغزش کا ذکر کریں گے اور کہیں گے کہ میں تمہارے کام نہیں آسکتا، حضرت عیسیٰ کے پاس جاؤ، لوگ بارگاہ عیسوی میں پہنچیں گے تو وہ بھی یہی بات دہرائیں گے کہ میں اس کام کا اہل نہیں ہوں۔ حضرت محمد ﷺ کی بارگاہ میں جاؤ جن کی اگلی پچھلی تمام لغزشیں بخش دی گئی ہیں۔ اب لوگ میرے پاس آئیں گے، میں اپنے رب سے اذن شفاعت طلب کروں گا، پھر میں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز دیکھوں گا، اللہ تعالیٰ جب تک چاہے گا مجھے سجدے میں رکھے گا۔ پھر مجھ سے کہا جائے گا اپنا سر اٹھاؤ مانگو ملے گا، کہو سنا جائے گا، شفاعت کرو قبول ہوگی، تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا، پھر اپنے رب کی وہ حمد کروں گا جو اللہ تعالیٰ مجھے اس وقت تعلیم فرمائے گا، پھر میں شفاعت کروں گا۔ پھر میرے لیے ایک حد مقرر کر دی جائے گی، میں گنہ گاروں کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا، پھر میں دوبارہ سجدہ کروں گا اور پھر شفاعت کروں گا (تین یا چار بار) حتیٰ کہ جہنم میں صرف وہ لوگ رہ جائیں گے جن کو قرآن نے روک لیا ہے۔ قتادہ کہتے تھے کہ یعنی جن پر جہنم کا دوام واجب ہو چکا ہے۔
”(**بخاری ، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار**)

### شفاعت کس کے لیے؟

سنن ترمذی کی ایک روایت ہے: شفاعتی لاہل الکبائر من امتی (میری شفاعت گناہ کبیرہ کے مرتکب امتیوں کے لیے ہے۔(**ترمذی، ابواب الزہد، باب ماجاء فی الشفاعة**) ایک روایت سے یہاں تک معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو امید تھی کہ ان کی شفاعت ان کے چچا ابو طالب، جن کا ایمان ہی زیر غور ہے، کے لیے بھی نافع ثابت ہوگی۔ ایک حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شفاعت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء مشرکین کے سوا سب کو نفع دے گی۔**وھی لمن مات لا یشرک باللہ شیئاً** (ابن ماجہ، ۳۱۹، نور محمد کارخانہ تجارت، کراچی) ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ لوگ جہنم میں جا چکے ہوں گے اور انہیں ”جہنمی“ نام دیا جا چکا ہوگا پھر نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم ایسے لوگوں کو اپنی شفاعت کے ذریعے جہنم سے نکلوائیں گے۔

**یخرج قوم من النار بشفاعة محمد فیدخلون الجنة فیسمون الجهنمیین**(بخاری ، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار)

شفاعت کیا ہے، اس کی صورت کیا ہوگی، اس کا آغاز کس طرح ہوگا، اس سے کن لوگوں کو اور کس طرح کا فائدہ ہوگا، ان احادیث کے سرسری مطالعے سے یہ سب باتیں واضح ہو جاتی ہیں اور اس باب میں فضول قیل و قال سے بے نیاز کر دیتی ہیں۔ جو عقیدہ صاف طور سے ان احادیث و روایات سے ثابت ہے امت کو اس پر قائم رہنا چاہیے اور ہر شخص کو امیدوار رہنا چاہیے کہ اس کو نبی کریم ﷺ کی شفاعت کا حصہ ملے، کیوں کہ اسلامی نقطۂ نظر سے گنہ گاروں کا قیامت کے دن شفیع تلاش کرنا، رسول اللہ ﷺ کا ان کے لیے اپنے رب سے شفاعت کرنا اور نبی کریم ﷺ کی شفاعت پر اللہ تعالیٰ کا گنہ گاروں کو معاف کرنا بلکہ شفاعت کی بنیاد پر بعض جہنم میں داخل شدہ لوگوں کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کرنا اسی طرح ایک ثابت شدہ حقیقت ہے جس طرح خدا کا علیم و خبیر، مالک و قادر ہونا اور ہر انسان کا اپنے اعمال کا جزا پانا ثابت شدہ حقائق ہیں۔

اللہ تعالیٰ علیم و خبیر، مالک کل اور حاکم کل ہے، وہ اپنے بندوں کے اعمال سے پورے طور پر واقف ہے، لیکن اس کے باوجود قیامت کے دن حساب و کتاب اور میزان عمل کا نظام قائم فرمائے گا، کیوں کہ ایسا کرنا خدائی نظام کا حصہ ہے اور اس سے بندوں کے سامنے ان کا حساب کر کے ان پر اتمام حجت قائم کرنا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کو یہ امر معلوم ہے اور اس کے یہاں فیصل شدہ ہے کہ بالآخر جنت میں کون کون لوگ جائیں گے اور دائمی طور پر جہنم میں کون لوگ رہ جائیں گے، اسی طرح کن کن کے گناہ معاف کیے جانے ہیں، کن کے درجات بلند کرنے ہیں، یہ سب کچھ اللہ کریم کے یہاں معلوم اور فیصل ہیں۔ ان سب کا اختیار کلی بلا شرکت غیر خدا کا ہے، لیکن اس کے باوجود حاکم مطلق نے گناہوں کی بخشش، درجات کی بلندی اور جہنم سے نکال کر دوبارہ جنت میں داخلے کے لیے شفاعت کا نظام قائم فرمایا ہے۔

اس نظام سے نہ تو خدا کی حاکمیت، قدرت اور علم و خبر پر کوئی حرف آتا ہے اور نہ ہی اس کا کسی غیر کا محتاج و مجبور ہونا لازم آتا ہے۔ شفاعت کے بارے میں بھی حساب و کتاب اور قیام میزان کی طرح صرف یہی کہا جا سکتا ہے کہ یہ خدائی نظام کا حصہ ہے اور ایسا کر کے کافروں، مشرکوں اور عام گنہ گار بندوں کے سامنے خدا کے صالح اور مقرب بندوں کی وجاہت اور عظمت کا اظہار مطلوب ہے۔ شفاعت کا نظام ایک طرح سے کفار و مشرکین جو اللہ کے باغی بندے ہیں، کے خلاف اس بات کا اظہار ہوگا کہ جن پیغمبروں کی باتوں کو انہوں نے ٹھکرایا ہے ان کی عظمت کیا ہے؛ اور دوسری طرف اللہ کے صالح بندے جو شفاعت کریں گے، ان کے لیے خدا کی طرف سے ایک بڑا

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

اعزاز ہوگا اور اس بات کا اظہار کہ خیر کی راہ پر چل کر اور احکام خداوندی کا کامل اتباع کر کے نہ وہ صرف خود عذاب جہنم سے محفوظ ہیں بلکہ دوسرے گنہ گاروں کے لیے بھی سہارا بن رہے ہیں۔ نظام شفاعت کی یہ وہ حکمتیں ہیں، جو میری محدود فکر میں آئیں، اس کی فی الواقع حکمتیں کیا ہیں اور کتنی ہیں، یہ صحیح طور پر اللہ اور اس کے بتائے سے اس کے خاص بندے ہی جانتے ہیں۔

اب دونوں طرح کی آیتوں کو سامنے رکھیے تو عقیدہ صاف ہو جائے گا کہ خواص شفاعت کریں گے، جنہیں بارگاہ صمدیت سے اجازت ملے گی، ہر کس و ناکس شفیع بننے کا مجاز نہیں ہوگا۔ اسی طرح کافروں اور مشرکوں کا شفیع کوئی نہیں ہوگا۔ اللہ کے خاص بندے جو شفاعت کرنے آئیں گے وہ عام گنہ گاروں کی سفارش تو کریں گے، کفار و مشرکین کی شفاعت ہر گز نہیں کریں گے کیوں کہ کفار و مشرکین اللہ کے کھلے باغی ہیں، اور اللہ کے محبوبین ہر گز اللہ کے کھلے باغیوں کی سفارش نہیں کر سکتے، یہ باغی اس لائق ہی نہیں کہ محبوبین خدا ان کی حمایت کی سوچیں، کیوں کہ اللہ کے محبوبین کی محبوبیت کا سب سے بڑا راز ہی یہ ہے کہ وہ اللہ کے دوستوں سے دوستی کرتے ہیں، وہ اللہ کے باغیوں اور دشمنوں کے سب بڑے دشمن ہیں۔

**عقیدہ شفاعت اور عقیدہ کفارہ میں فرق:**

رسول اللہ ﷺ کی شفاعت اللہ کے اذن سے مشروط ہے جس کا مقصد اہل اسلام کے لیے مہربانی ہے نہ کہ رحم بالبدل۔

عقیدہ کفارہ رحم بالبدل کے ساتھ مشروط ہے جو کہ اللہ کی شان کے لائق نہیں، بلکہ وہ رحیم بلابدل ہے۔

عقیدہ کفارہ ظلم کی داستان معلوم ہوتی ہے جبکہ عقیدہ شفاعت سراسر رحمت و شفقت پر مبنی ہے۔

شفاعت کا تعلق سب کے ساتھ نہیں بلکہ جس کے حق میں اذن ہو صرف اسی کے لیے ہے جبکہ عقیدہ کفارہ ایک ہمیشہ کے لیے اور سب لوگوں کے لیے سمجھا جاتا ہے۔

عقیدہ شفاعت کا تعلق آخرت کے معاملات سے ہے جبکہ عقیدہ کفارہ کا تعلق دنیا سے ہے۔

عقیدہ شفاعت اہل اسلام کے ہاں معتبر اور مستند مآخذ سے ثابت ہے جبکہ عقیدہ کفارہ خود عیسائیت کے ہاں بھی متنازعہ ہے۔

عقیدہ شفاعت میں نبی کریم ﷺ کی عزت و اکرام ہے جبکہ عقیدہ کفارہ میں عیسیٰ ؑ کی عزت تو در کنار ایک طرح سے توہین موجود ہے۔

**عقیدہ شفاعت اور عقیدہ کفارہ میں مماثلت**

عقیدہ شفاعت کا مفہوم جو عوام میں معروف ہے اور مسیحیت کے عقیدہ کفارہ میں صرف ظاہری مماثلت موجود ہے۔

عقیدہ شفاعت بھی اہل اسلام کے ہاں معتبر اور مستند مآخذ سے معلوم ہے۔ اسی طرح عقیدہ کفارہ بھی عیسائیت کی اکثریت کے ہاں معتبر اور معلوم ہے۔

عقیدہ شفاعت اور عقیدہ کفارہ اپنے نتیجہ کے اعتبار سے بھی مماثلت رکھتے ہیں کہ دونوں میں انسانیت کا فائدہ بیان کیا گیا ہے۔

عقیدہ شفاعت کے صحیح مفہوم کو مد نظر رکھیں تو شفاعت اور کفارہ میں بعد بین المشرقین موجود ہے۔

**نتائج و خلاصہ بحث**

اس مطالعہ میں اسلام اور عیسائیت کی مشترکہ اخروی عقائد پر غور کیا گیا ہے، خاص طور پر انتہائی نجات کے تصور پر توجہ دی گئی ہے۔ یہ دونوں مذاہب کی اہم نظریاتی نصوص اور روایات کا تجزیہ کرتا ہے، جو فیصلہ، بچاؤ، اور انسانیت کے انتہائی مقصد کے مشترکہ معاملہ ظاہر کرتے ہیں۔ ان موازنے کو نشان دے کر، مطالعہ کا مقصد اسلام اور عیسائیت کے پیروکاروں کے درمیان متفقہ فہم اور مذاکرہ کو پرورش دینا ہے۔

## کتابیات


* القرآن الکریم
* قاسمی، کیرانوی، مولانا وحید الزماں، القاموس الوحید، ادارہ اسلامیات، لاہور پاکستان
* انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا، ص 651، مقالہ کفارہ
* صحیح بخاری، امام محمد بن اسماعیل البخاری، دالسلام، لاہور پاکستان

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

* سنن ابن ماجہ، امام محمد بن یزید بن ماجہ، دالسلام، لاہور پاکستان
* سنن ترمذی، امام محمد بن عیسیٰ الترمذی،، دالسلام، لاہور پاکستان
* شیبۃ الحمد، عبد القادر، اقوام عالم کے ادیان و مذاہب، مسلم پبلی کیشنز، لاہور پاکستان
* صدیقی، محمد مظہر الدین، اسلام اور مذاہب عالم، ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور پاکستان
* امر تسری، مولانا ثناء اللہ، اسلام اور مسیحیت، نعمانی کتب خانہ، لاہور، پاکستان
* خالد محمود، اسلام، عیسائیت اور سیدنا عیسیٰ ؑ، ادارہ اسلامیات، لاہور پاکستان